جلد ۴۳/۸ ۔ ۲۲ تبوک ۱۳۳۳ ھش ۔ ۲۲ ستمبر ۱۹۵۴ء ۔ نمبر ۱۵۷

دستور ساز اسمبلی میں بنیادی اصولوں کی کمیٹی کی رپورٹ باقاعدہ طور پر منظور کر لی گئی

آئندہ سال جنوری کی پہلی تاریخ کو پاکستان کے اسلامی جمہوریہ ہونے کا اعلان کر دیا جائیگا

کراچی ۲۱ ستمبر۔ آج مجلس دستور ساز کے چار اجلاس ہوئے جن میں وزیراعظم مسٹر محمد علی کی اس تحریک پر بحث کی گئی۔ جس میں ایوان سے بنیادی اصولوں کی کمیٹی کی رپورٹ منظور کرنے کو کہا گیا تھا آج صبح کے اجلاس میں کمیٹی کی رپورٹ کو قطعی شکل دے دی گئی۔ مسٹر محمد علی نے رپورٹ کی باقاعدہ منظوری کی تحریک پیش کرتے ہوئے کہا کہ مجھے یقین ہے کہ آئندہ سال پہلی جنوری کو پاکستان کے اسلامی جمہوریہ ہونے کا اعلان کر دیا جائے گا۔ وزیراعظم نے کہا کہ ایک سال سے کم عرصہ میں دستور کی جو دفعات منظور کی گئی ہیں۔ وہ دستور ساز اسمبلی کا ایک شاندار کارنامہ ہے۔ آپ نے امید ظاہر کی کہ جب دستوری بل پیش کیا جائے گا تو وہ بھی اسی تیز رفتاری سے منظور کر لیا جائے گا۔

اس کے بعد جو بحث شروع ہوئی اس میں کانگریس اور انڈین نیشنل ہندو ممبروں نے پاکستان کو اسلامی جمہوریہ قرار دینے پر اعتراض کیا۔ انہوں نے اس دفعہ پر بھی اعتراض کیا کہ ملک کا کوئی قانون کتاب و سنت کے خلاف نہیں بن سکے گا۔ ان ممبروں نے اقلیتوں کے لئے جداگانہ انتخابات پر بھی اعتراض کیا۔ اس سے پہلے دستور ساز اسمبلی نے قانون حکومت ہند مجریہ ۱۹۳۵ء میں ترمیم کے لئے مسٹر ہاشم گزدر کا ایک بل بھی منظور کر لیا۔ اس وقت یہ قانون ہمارے عارضی آئین کا جزو ہے۔ اس بل میں گورنر جنرل کو آئینی سربراہ کا درجہ دیا گیا ہے۔ اس کی رو سے گورنر جنرل کو کابینہ کے مشورہ پر عمل کرنا ہوگا مرکزی کابینہ پارلیمنٹ کے سامنے جوابدہ ہوگی۔ جس لیڈر کو پارلیمنٹ کا اعتماد حاصل ہوگا گورنر جنرل اسی کو کابینہ بنانے کے لئے نامزد کریگا۔ اگر کابینہ یا کابینہ کے کسی ممبر کے خلاف عدم اعتماد کی قرارداد منظور ہو گئی۔ تو ساری کابینہ کو مستعفی ہونا پڑے گا۔ ایک وزیر کے خلاف عدم اعتماد کی صورت میں ساری کابینہ کے مستعفی ہونے کی ترمیم مسٹر مفیض الدین احمد نے پیش کی تھی۔ مسٹر وحید الزماں کی یہ ترمیم بھی منظور کر لی گئی کہ موجودہ مرکزی کابینہ کو نئے بل میں پیش کردہ طریق کے مطابق سمجھا جائے

روس کی ریڈ کراس سوسائٹی کی طرف سے سیلاب زدگان کی امداد

کراچی ۲۱ ستمبر روس کی ریڈ کراس سوسائٹی نے مشرقی بنگال کے سیلاب زدگان کے لئے ۵۰ ہزار روپے دیئے ہیں۔ پاکستان میں روس کے سفیر مسٹر شینکو نے کل کراچی میں وزیراعظم مسٹر محمد علی سے ملاقات کرتے ہوئے یہ رقم انہیں پیش کی۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی صحت

لاہور ۲۱ ستمبر۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی صحت کے متعلق مندرجہ ذیل اطلاع موصول ہوئی ہے۔

"رات حضرت میاں صاحب کو بہت بے خوابی رہی۔ اور دل کے مقام پر بوجھ محسوس ہوتا رہا۔ مگر الحمدللہ کہ سانس کا حملہ نہیں ہوا قبض اور بلڈ پریشر کی زیادتی کی شکایت بدستور ہے۔ اور آج شام سے بائیں گردے میں بھی کچھ درد ہے۔"

احباب حضرت میاں صاحب کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دردِ دل سے دعا جاری رکھیں

کراچی ۲۱ ستمبر۔ آج شام کراچی میں نئے پارلیمنٹ ہاؤس کی تعمیر شروع ہوئی۔ صدر دستور ساز اسمبلی مسٹر تمیزالدین خاں نے بنیادوں کی کھدائی کے لئے پہلا پھاوڑا چلایا۔ ان کے بعد وزیراعظم مسٹر محمد علی اور حزب مخالف کے لیڈر مسٹر سرش چندر چٹوپادھیائے نے کھدائی کی

اخوان المسلمین دہشت انگیز کارروائیاں کر رہی ہے

— مصر کے وزیراعظم کرنل جمال عبدالناصر کا بیان —

قاہرہ ۲۱ ستمبر۔ مصر کے وزیراعظم کرنل جمال عبدالناصر نے شامی لیڈروں کو اخوان المسلمین کی کارروائیوں سے خبردار کیا ہے۔ کل انہوں نے ایک تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اخوان المسلمین ملک کے سادہ لوح لوگوں سے ناجائزہ فائدہ اٹھا رہی ہے۔ اور دہشت انگیز کارروائیوں کے لئے فوج اور پولیس میں خفیہ طور پر سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہے۔ انہوں نے اس جماعت پر الزام لگایا کہ وہ مصر کی حکومت کے خلاف نفرت انگیز پروپیگنڈا کر رہی ہے۔

روزنامہ الفضل لاہور
مورخہ ۲۲ر تبوک ۱۳۴۳ھش

عالمی حکومت

جب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ سائنس کی ترقی کے ساتھ ساتھ انسان نے ہلاکت کے ایسے ایسے سامان بھی پیدا کر لئے ہیں۔ کہ جن کے استعمال سے تمام دنیا کو تباہ کیا جا سکتا ہے۔ تو اس فکر میں ڈوب جاتے ہیں۔ کہ کیا انسانی ترقی کا یہی مآل ہونا تھا۔ کیا جتنا جتنا انسان زیادہ عقلمند ہوتا جاتا ہے۔ اتنا اتنا وہ اپنی کلی ہلاکت کے بھی قریب ہوتا جاتا ہے؟ جب اس کی تصدیق ہمارا ضمیر کرتا ہے۔ تو پھر یہ سوچ پیدا ہوتی ہے۔ کہ کیا انسان کو انسان کی عقلمندی سے محفوظ کرنے کی کوئی صورت نہیں۔ آج دنیا کے بڑے بڑے عقلمند اس بات پر غور کر رہے ہیں۔ اور اپنی اپنی بساط کے مطابق تجاویز پیش کر رہے ہیں۔

ان دانشمندان زمانہ میں سے برطانیہ کے مشہور مفکر برٹرنڈ رسل بھی ہیں۔ حال ہی میں ان کا ایک مقالہ ٹائمیز آف انڈیا میں شائع ہوا ہے۔ انہوں نے موجودہ صورت حال کا جو نقشہ کھینچا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ آج ہلاکت کے سامان جو ایجاد ہو چکے ہیں۔ ان کو محض اس خوش خیالی سے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ کہ لوگ جانتے ہیں۔ کہ ان کے استعمال سے دنیا فنا ہو جائے گی۔ اس لئے کوئی دانشمند قوم انہیں استعمال نہیں کرے گی۔ آپ نے فرمایا ہے۔ کہ خواہ یہ درست مان بھی لیا جائے۔ کہ کوئی قوم انہیں استعمال نہیں کرے گی۔ بلکہ ان کے استعمال سے پرہیز کرنے کی کوشش کرے گی۔ مگر اس کا کیا علاج ہے۔ کہ کسی وقت کوئی سر پھرا جیسا کہ مثلاً ہٹلر تھا۔ مایوسی میں انہیں استعمال کرنا جائز سمجھ لے۔ آپ نے ایک مثال دی ہے۔ کہ اگر بارود کا ایک بڑا ذخیرہ سڑک کے کنارے پر لگا دیا جائے۔ اور جا بجا نوٹس بھی آویزاں کر دیئے جائیں۔ کہ یہاں کوئی چنگاڑی نہ پھینکے۔ اور گذرنے والے لوگ پوری پوری احتیاط بھی کریں۔ مگر کیا ایسا نہیں ہو سکتا۔ کہ کوئی سگریٹ پینے والا بے خیالی میں اس ہدایت کو بھول جائے اور بارود کے ڈھیر کو بھبھوکا میں منتقل کر دے۔

سو برٹرنڈ رسل کے نزدیک یہ بات کہ دنیا کی اقوام ان ہلاکت کے سامانوں کی خطرناکی سے واقف ہیں۔ اس کی کوئی ضمانت نہیں کہ جو اقوام ان سامانوں کا ذخیرہ کر رہی ہیں۔ وہ کبھی اس کا استعمال نہیں کریں گی۔ ایسا خیال سوا خوش فہمی کے اور کچھ نہیں۔

پھر کیا ہونا چاہیئے؟ مسٹر برٹرنڈ رسل نے اس کا علاج یہ بتایا ہے۔ کہ ایک ایسی عالمی حکومت بنائی جائے۔ جس کے اختیارات انسداد جنگ تک محدود ہونے چاہئیں۔ دوسرے تمام امور میں قومی حکومتوں کی آزادی میں کوئی خلل واقع نہ ہو۔ ایسی حکومت ایک فیڈریشن کی صورت میں ہونی چاہیئے۔ لیکن سب سے ضروری امر یہ ہے۔ کہ اس کے پاس مسلح فوج کا ادارہ ہو جس کے پاس ایسے اسلحہ ہوں جو ان معمولی اسلحہ کے علاوہ ہوں۔ جو پولیس ایکشن کے لئے ضروری ہوتے ہیں۔ یہ فوج مختلف اقوام کی ملی جلی فوج ہو۔

اس کے علاوہ بین الاقوامی حکومت کے اختیارات ان باتوں پر مشتمل ہونے چاہئیں۔ اول اسے بین الاقوامی صلحناموں پر کنٹرول حاصل ہو۔ حکومتوں یا حکومتوں کے فیڈریشنوں کا کوئی صلحنامہ اس وقت تک جائز نہ سمجھا جائے۔ جب تک بین الاقوامی حکومت کی منظوری نہ حاصل ہو جائے۔ دوئم حکومتوں اور حکومتوں کی فیڈریشنوں کے درمیان جو تنازعات پیدا ہوں۔ بین الاقوامی حکومت کو خود ان کی سماعت کرنی چاہیئے۔ اور وہ اپنا فیصلہ ہر ممکن طاقت سے منوا سکے۔ مختلف ممالک کی آبادی میں توازن کے لئے کمی بیشی کا سوال بے حد مشکل ہے۔ اس کو نہ چھیڑا جائے۔ البتہ خام پیداوار پر بین الاقوامی حکومت کو پورا اختیار ہونا چاہیئے۔ ایٹمی یا ہائیڈروجن بم کے نشانے پر کنٹرول اس طرح کیا جائے۔ کہ دھماکہ خیز مادوں کو کانوں سے نکالنے کا اجارہ صرف بین الاقوامی حکومت کو دے دیا جائے۔ البتہ جراثیمی اسلحہ کی کنٹرول ذرا کارے دارد والا معاملہ ہے۔ لیکن مسٹر برٹرنڈ رسل کا خیال ہے کہ

"ان معاملات میں ہمیں امید رکھنی چاہیئے کہ بین الاقوامی حکومت ایک بار قائم ہو جانے کے بعد اس کا دائرہ عمل وسیع تر ہوتا چلا جائیگا۔"

یہ تجاویز پیش کر کے مسٹر برٹرنڈ رسل فرماتے ہیں:۔

"میں یہ پیشگوئی کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ کہ میں جس قسم کی عالمی حکومت کا تصور کر رہا ہوں۔ وہ در اصل معرض وجود میں آ جائے گی۔ لیکن انتہائی شدت کے ساتھ میں جو کچھ کہتا ہوں۔ یا کہنے کی خواہش کرتا ہوں۔ وہ یہ ہے۔ کہ اس قسم کی حکومت کی تشکیل ہی نسل انسانی کو فنا سے بچانے کا طویل المدت ذریعہ ہے۔ ممکن ہے انسان کے جارحانہ جذبات ایسے شدید ہوں۔ کہ بین الاقوامی کنٹرول کے بجائے فنا کو ترجیح دے۔ مجھے اس کی امید نہیں ہے۔ لیکن میں بالکل یقین کے ساتھ کہہ بھی نہیں سکتا۔"

اس کے بعد آپ فرماتے ہیں:۔

"میں اس سے انکار نہیں کرتا۔ کہ اس سے آزادی میں جو کمی واقع ہو گی۔ وہ تکلیف دہ ہو سکتی ہے۔ عہد وسطیٰ میں سرداروں کو آزادیاں حاصل تھیں۔ جو بادشاہوں نے بتدریج سلب کر لیں۔ انگلینڈ میں گلابوں کی جنگ اور فرانس میں سولہویں صدی کی خانہ جنگی نے انگریزوں اور فرانسیسیوں کو ایک مرکزی مقتدر کے آگے جھکنے پر مجبور کیا۔ جو جاگیرداروں کے لئے انتہائی ناپسندیدہ تھا۔ اب بین الاقوامی میدان میں اسی قسم کی کارروائیوں کی ضرورت ہے۔"

اس سے پہلے آپ یہ امید ظاہر کر چکے ہیں:۔

"بہر حال میرا خیال ہے۔ کہ انسانی احساسات میں عام تغیرات کی وجہ سے اس طرز عمل کی بھی ایک حد ہو گی۔ جب دنیا تحفظ امن کی عادی ہو جائے گی۔ تو پالیسی کے آلۂ کار کے طور پر پرائیویٹ جنگ سے لوگ متنفر ہو جائیں گے۔ اور اس قسم کا خیال رکھنے والے حقیر سی غیر موثر اقلیت میں ہوں گے۔ اور نسل انسانی کو فنا کرنے والے طریقوں کو عوام کی حمایت نہیں حاصل ہو سکے گی۔

مسٹر برٹرنڈ رسل دوسرے دانشمندان زمانہ کی طرح کسی مذہب کو نہیں مانتے۔ نہ خدا تعالیٰ کو اور نہ حیات بعد الممات کے قائل ہیں۔ آپ نے دنیا کے صرف مادی پہلو اور عقلیت کے نقطۂ نظر سے اپنی تجاویز پیش کی ہیں۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ جو توقعات آپ نے ظاہر کی ہیں۔ کیا ان میں واقعی کامیابی ہو سکے گی۔ خود آپ کو اس میں شکوک و شبہات ہیں۔ جن کا اظہار آپ نے کر دیا ہے۔ آپ کی توقعات کا سہارا صرف یہ بات ہے۔ جو آخری اقتباس میں بیان کی گئی ہے۔ آپ کا خیال ہے۔ کہ پرائیویٹ جنگ کو پالیسی کا آلۂ کار خیال کرنے والے حقیر اقلیت کی صورت میں رہ جائیں گے۔ ممکن ہے۔ کبھی ایسا ہو جائے۔ مگر اس کی کیا ضمانت ہے۔ کہ اسی اقلیت میں سے ہٹلر جیسے لوگ پھر نہیں پیدا ہو سکیں گے۔

اگر غور کیا جائے۔ تو یہ معلوم ہو گا۔ کہ دنیا میں اکثریت ایسے لوگوں کی ہے۔ جو امن چاہتے ہیں۔ مگر کسی نہ کسی قوم میں کبھی نہ کبھی ایک یا چند آدمی ایسے پیدا ہو جاتے ہیں۔ جو دنیا کا فاتح کہلانا پسند کرتے ہیں۔ اور کیا یہ ممکن نہیں کہ خود بین الاقوامی حکومت کی باگ ڈور کسی ایسے ہی انسان کے ہاتھ میں یا ایسے انسانوں کی ایک پارٹی کے ہاتھ میں آ جائے۔ جو فرعون و نمرود کے سے جذبات رکھتے ہوں۔ اور کسی وقت جب وہ اپنے ارادوں میں اپنے تئیں ناکام ہوتے ہوئے نظر آئیں۔ تو بزن کر دیں۔ خیر یہ نہ سہی۔ یہ تو اغلب ہے۔ جیسا کہ خود مسٹر برٹرنڈ رسل نے بھی تسلیم کیا ہے۔ ہو سکتا ہے۔ کہ بین الاقوامی حکومت کے ارباب اختیار اگر ان کے ہاتھ میں فائق قوت ہو تو تمام اقوام کو اپنی خواہشات کا غلام بنا لیں۔ اور انسان کی زندگی اتنی تنگ ہو جائے۔ کہ وہ موت کو ترجیح دے۔

اصل بات یہ ہے کہ مسٹر برٹرنڈ رسل خود بھی اپنی تجاویز کے کارگر ہونے کے قائل نہیں ہیں۔ چنانچہ مندرجہ بالا پہلے اقتباس سے ان کی بے چینی ظاہر ہے۔ پھر سوال یہ ہے۔ کہ کیا دنیا کے بچنے کے لئے کوئی یقینی بات نہیں؟ ہمارا خیال ہے۔ اور یقیناً ہے۔ اور وہ ہے اللہ تعالیٰ اور حیات بعد الممات پر ایمان۔ (باقی)

احباب چندہ جلسہ سالانہ کی ادائیگی کی طرف خاص توجہ فرمائیں

جلسہ سالانہ کی مبارک تقریب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قائم فرمودہ ہے۔ حضور فرماتے ہیں کہ "ایک آسمانی فیصلہ کے لئے میں مامور ہوں۔ اور اس کے ظاہری انتظام کے درست کرنے کے لئے میں نے ۲۷ر دسمبر ۱۸۹۱ء کو ایک جلسہ تجویز کیا ہے۔ متفرق مقامات سے اکثر مخلص جمع ہوں گے۔"

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مندرجہ بالا ارشاد سے واضح ہوتا ہے۔ کہ اس جلسہ کی غرض عام جلسوں کی طرح نہیں ہے۔ کہ میلہ یا جلسہ ہو۔ اور کچھ تقریریں ہو جائیں۔ بلکہ اس کی غرض جماعت کے ظاہری انتظامات کو درست کرنا ہے۔ اور مذہبی جماعتوں کی درستی خدا تعالیٰ کے مرسل یا اس کے نائب کے ذریعہ ہی ہوتی ہے۔ پس خدا تعالیٰ کے مرسل یا اس کے نائب کا ہاتھ بٹانا معمولی نیکی نہیں۔ بلکہ قرب الٰہی کے حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ احباب جماعت کو چاہیئے۔ کہ چندہ جلسہ سالانہ کی جلد از جلد وصولی کی طرف خاص توجہ فرمائیں۔ تا وقت سے پہلے ضروریات جلسہ پوری ہو سکیں۔

(ناظر بیت المال ربوہ)

اعلان دار القضاء

سیٹھی خلیل الرحمٰن صاحب جہلمی اور زینب بی بی صاحبہ وغیرہا ورثاء میاں محکم دین صاحب مرحوم کالا گوجراں ضلع جہلم کے تنازعہ کی سماعت کے لئے ۱۱ر ۵؎ تاریخ مقرر کی گئی ہے۔ چونکہ زینب بی بی صاحبہ کو تاریخ سماعت کی بطریق معمولی اطلاع نہیں ہو سکی اس لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ زینب بی بی صاحبہ اہلیہ محمد امین صاحب تاریخ مقررہ پر ۹ بجے صبح دار القضاء ربوہ میں پیروی مقدمہ کے لئے پہنچ جائیں۔

(ناظم قضا سلسلہ احمدیہ ربوہ)

خطبہ جمعہ

جھوٹی عزت کے پیچھے نہ پڑو۔ اصل عزت وہی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آئے

مجرموں کی تائید سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ کہ یہ قوم کو تباہ کرنے والی چیز ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۰ ستمبر ۱۹۵۲ء بمقام ربوہ

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا
پچھلے جمعہ میں نے یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ میں اس ہفتہ لاہور جاؤں گا۔ اور وہاں

ڈاکٹروں سے مشورہ

کروں گا۔ لیکن آج تک میں وہاں نہیں جا سکا۔ میری ایک بیوی بیمار ہو گئی تھیں۔ اور بخار زیادہ تیز تھا۔ جس کی وجہ سے میں لاہور نہیں جا سکا۔ اس کے علاوہ مجھے خود بھی ان دنوں انفلوئنزا کی تکلیف رہی۔ سر اور دوسرے سارے جسم میں درد تھا۔ اسی طرح ہاتھ میں بھی درد کی شکایت رہی۔ اسی وجہ سے پچھلے ہفتہ میں میں صرف دو دفعہ نماز کے لئے مسجد میں آ سکا ہوں۔ بہر حال اب بھی میرا ارادہ ہے کہ اگر خدا تعالیٰ نے گھر میں صحت اور عافیت رکھی۔ تو اس ہفتہ میں کسی دن میں لاہور جاؤں گا۔ اور ڈاکٹروں سے مشورہ کروں گا۔

اس کے بعد میں سب سے پہلے یہاں کے دوستوں کو اور پھر جب خطبہ شائع ہو تو اس کے ذریعہ بیرونی جماعتوں کو مخاطب کر کے یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ دنیا میں

جب بھی قومیں آگے قدم بڑھاتی ہیں

اور جب بھی وہ اپنے منبع سے دور ہوتی چلی جاتی ہیں۔ لازماً ان میں کئی قسم کی خرابیاں پیدا ہوتی جاتی ہیں۔ انگریزی میں ایک مشہور مثل ہے۔ کہ قوم کی زندگی کو قائم رکھنے کے لئے نیو بلڈ (New blood) یعنی نئے خون کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور ہمیں بھی ایک لمبے تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جہاں تک خدا تعالیٰ کی خاطر قربانی کا سوال ہے۔ نئے آنے والے بہ نسبت پرانے اور نسلاً احمدیوں کے زیادہ جوش رکھتے ہیں اور اس کی یہ وجہ ہے کہ نئے آنے والے ہر مسئلہ پر بحث کر کے آتے ہیں۔ ہر مسئلہ انہوں نے خوب سوچا سمجھا ہوا ہوتا ہے۔ اور اس پر غور کیا ہوا ہوتا ہے۔ اس کے خلاف انہوں نے دلائل سنے ہوئے ہوتے ہیں اسی طرح اس کی تائید میں بھی انہوں نے دلائل سنے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس لئے کوئی چیز انہیں اپنی جگہ سے نہیں ہلا سکتی۔ جن چیزوں نے انہیں اپنی جگہ سے ہٹانا تھا۔ ان پر وہ پہلے سے ہی بحث کر چکے ہوتے ہیں۔ لیکن جو لوگ

نسلاً کسی مذہب میں داخل ہوتے ہیں

نہ ان کے سامنے سارے دلائل آتے ہیں۔ نہ انہوں نے ان کے متعلق کوئی بحث کی ہوئی ہوتی ہے۔ اور نہ ان کی تائید میں یا ان کے خلاف دلائل سنے ہوتے ہیں۔ اس لئے جن گندوں کو دیکھ کر ان کے ماں باپ کسی مذہب سے مایوس ہو چکے ہوتے ہیں۔ وہ ان کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ جو چیزیں ان کے والدین کو مایوس کرنے والی اور بھگانے والی ہوتی ہیں۔ وہ ان کے لئے کشش کا موجب ہو جاتی ہیں۔ ان کے ماں باپ بیسیوں سال تک اپنے شہروں اور محلوں میں دیکھ چکے تھے۔ کہ فلاں کیسے شریف خاندان میں سے ہے۔ کس کا بیٹا ہے۔ اور کس طرح سارا شہر اس کی عزت کیا کرتا تھا۔ پھر وہ

یہ بھی جانتے تھے

کہ اس کی اولاد نے سینما اور تماشوں میں جانا شروع کیا۔ جس کی وجہ سے ان کی مالی حالت بگڑی پہلے ان کے پاس گھوڑے تھے۔ گاڑیاں تھیں جن میں وہ سواری کرتے تھے۔ مالی حالت بگڑنے کی وجہ سے وہ بک گئیں۔ پھر انہوں نے کرایہ کی گاڑیوں پر سفر کرنا شروع کیا۔ پھر جب اور مالی حالت بگڑی تو انہوں نے پیدل چلنا شروع کیا۔ جب تعیش کے سارے سامان ختم ہو گئے تو انہوں نے چوری اور ٹھگی کے ذریعہ مال حاصل کرنا شروع کیا۔ جس کے نتیجہ میں وہ جیل خانوں میں گئے۔ اور لوگوں کی نگاہوں میں ذلیل ہو گئے۔ غرض ماں باپ نے صرف سینما ہی نہیں دیکھا تھا۔ بلکہ اس کے اثرات کو بھی دیکھا تھا۔ انہوں نے شریف خاندانوں کو سینما کی بدولت تباہ ہوتے دیکھا تھا۔ اس لئے وہ اس سے متنفر ہو گئے۔ لیکن ان کے بیٹے نے

سینما کے اثرات

کو نہیں دیکھا۔ اس نے اس کی بدولت خاندانوں کو تباہ ہوتے نہیں دیکھا۔ وہ جب غیر سے ملتا ہے اور سینما دیکھتا ہے۔ تو سمجھتا ہے کہ سینما تو بہت اچھی چیز ہے۔ میرے ماں باپ بڑے بے وقوف تھے کہ انہوں نے مجھے سینما سے دور رکھا۔ اور اس سے لطف نہ اٹھانے دیا۔ اس نے نقش دیکھے گیت سنے۔ ناچوں سے لطف اٹھایا۔ ایکٹروں اور ایکٹرسوں کو دیکھا۔ لیکن۔ نہ دیکھا کہ اسکے بد اثرات کی وجہ سے کتنے شریف خاندان تباہ ہو گئے۔ اس لئے اس نے اچھے نقش دیکھ کر اور ایکٹروں کی شکلیں دیکھ کر اپنے ماں باپ، بھائیوں اور دوسرے بزرگوں کو بے وقوف سمجھا۔ گویا جو چیزیں اس کے ماں باپ بہن بھائیوں اور دوسرے بزرگوں کو مایوس کرنے والی اور نفرت دلانے والی تھیں وہ اسے اپنی طرف کھینچنے والی ثابت ہو جاتی ہیں۔

ایک ہی چیز ہے

جو ماں باپ کو ایک طرف لے گئی۔ اور بیٹے کو دوسری طرف لے گئی۔ پھر احمدیت کے قبول کرنے کی وجہ سے جو مشکلات پیش آتی ہیں ان سے اس کا واسطہ نہیں پڑتا۔ جب اس کے ماں باپ اور بزرگ احمدیت میں داخل ہوئے تو لوگوں نے انہیں مختلف قسم کی تکالیف دیں۔ انہوں نے ان کا بائیکاٹ کر دیا۔ ضروریات زندگی انہیں مہیا نہ ہونے دیں بازار سے اگر کوئی شخص سودا دے بھی دیتا تھا تو ناک چڑھا کر اس طرح دیتا تھا۔ جس طرح کتے کے آگے ٹکڑا ڈال دیا جاتا ہے۔ اور چونکہ وہ ساری مشکلات کو برداشت کر کے احمدیت میں داخل ہوئے تھے۔ اس لئے وہ کسی بات سے گھبراتے اور ڈرتے نہیں تھے۔ وہ جب سنتے تھے۔ کہ لوگ انہیں مار ڈالیں گے تو کہتے تھے ہم تو بیسیوں سال سے اس قسم کی دھمکیاں سن رہے ہیں۔ لیکن یہ سلسلہ بڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔ لیکن جب

ایک پیدائشی احمدی

ان باتوں کو سنتا ہے تو وہ گھبرا جاتا ہے۔ ماں باپ چونکہ تجربہ کر چکے ہوتے ہیں کہ باوجود اس کے کہ لوگوں نے اس سلسلہ میں داخل ہونے والوں کو سخت قسم کی تکالیف دیں۔ انہوں نے انہیں مار ڈالنے کی دھمکیاں دیں۔ بلکہ عملی طور پر کچھ لوگوں کو مار بھی ڈالا۔ پھر بھی یہ سلسلہ اب تک زندہ ہے۔ اس لئے وہ ڈرتے نہیں۔ لیکن ایک پیدائشی احمدی جن کو ان تکالیف سے واسطہ نہیں پڑا وہ دقت پر بزدلی دکھا جاتا ہے۔ اسی طرح نئے آنے والوں میں ایک قسم کی غیرت ہوتی ہے۔ وہ کہتے ہیں ہم تو اپنی جائدادیں چھوڑ کر آئے ہیں۔ اس لئے جماعت کا جو چندہ آتا ہے اسے ہم کیوں خراب کریں۔ لیکن ایک نسلی احمدی جب مال دیکھتا ہے تو وہ اس میں سے کچھ ذاتی استعمال میں لے آتا ہے۔ اور سمجھتا ہے اس کی وجہ سے میری حالت درست ہو جائیگی پس مالوں کا غبن ہونا افراد کا بد دیانت کوئی قابل تعجب بات نہیں۔ یہ بات ہر نئی اور پرانی جھوٹی اور سچی قوموں میں یکساں طور پر پائی جاتی ہے

فرق صرف یہ ہوتا ہے

کہ جو قومیں اپنی تباہی چاہتی ہیں۔ وہ ان حالات کو دیکھ کر اصلاح کی طرف توجہ نہیں کرتیں۔ لیکن جو قومیں تباہی سے بچنا چاہتی ہیں۔ وہ ان حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جاتی ہیں۔ ورنہ غبن خیانت۔ اور بد دیانتی جیسی مسلمانوں میں ہے ویسی ہی یہودیوں۔ ہندوؤں کنفیوشس کے ماننے والوں زرتشٹ ازم والوں عیسائیوں اور سکھوں سب میں پائی جاتی ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ جو قومیں بیدار ہیں وہ ان برائیوں کے دبانے میں لگی رہتی ہیں۔ اور جو قومیں مردہ ہیں وہ ان کے سامنے ہتھیار ڈال دیتی ہیں۔ وہ ان برائیوں کو دباتی نہیں۔ بلکہ مجرموں کی تائید کرتی ہیں۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کسی بڑے خاندان کی ایک عورت نے چوری کی

اور شکایت رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس پہنچی۔ جب لوگوں کو پتہ لگا۔ تو وہ سفارش لے کر آئے۔ کہ یہ عورت فلاں خاندان سے ہے۔ اور بہت معزز ہے۔ اگر اس عورت کا ہاتھ کاٹا گیا۔ تو بڑی بدنامی ہوگی۔ یہ سُن کر آپؐ کا چہرہ سرخ ہوگیا۔ اور آپؐ نے فرمایا۔ خدا کی قسم اگر محمد (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) کی بیٹی فاطمہؓ بھی چوری کرتی۔ تو میں اس کا ہاتھ کاٹ ڈالتا۔ (بعض نادانوں نے اس روایت سے یہ دھوکا کھایا ہے۔ کہ شاید حضرت فاطمہؓ پر کوئی ایسا الزام لگا تھا۔ یہ جھوٹ ہے۔ خاندان نبوت کے کسی فرد پر بددیانتی کا الزام تک بھی نہیں لگا) اس طرح وہ لوگ سمجھ گئے۔ کہ اگر آپؐ اپنے خاندان کے افراد کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں۔ تو دوسرے کے متعلق سفارش کس طرح مان سکتے ہیں۔ چنانچہ جب تک رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقرر کردہ اصول رائج رہے مسلمانوں میں

انصاف قائم رہا

لیکن جب آپؐ کے بیان کردہ اصولوں پر عمل نہ رہا۔ تو انصاف بھی غائب ہوگیا۔ حالانکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی وہی تھے۔ نماز بھی وہی تھی۔ کلمہ بھی وہی تھا۔ لیکن قوم کی حالت گرتی چلی گئی۔ اس کی وجہ صرف یہی تھی۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو نصائح بیان فرمائیں مسلمانوں نے انہیں بھلا دیا۔ اصلاحِ نفس کے متعلق جو تراکیب آپؐ نے بیان فرمائی تھیں۔ وہ بھلا دی گئیں۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ مختلف قسم کی کمزوریاں مسلمانوں میں پیدا ہوگئیں۔ ہم میں بھی بعض کمزوریاں آگئی ہیں۔ اور بعض آرہی ہیں۔ انہیں دیکھ کر جماعت کے بعض بیوقوف لوگ گھبرا جاتے ہیں۔ وہ نادان یہ نہیں جانتے۔ کہ چوریاں۔ غبن اور بددیانتی آدمؑ کے وقت سے چلی آرہی ہیں۔ کوئی ہسپتال ایسا نہیں نکلا جہاں ان کا علاج ہو سکے۔ اور کوئی دوائی ایسی ایجاد نہیں ہوئی۔ جس سے ان بیماریوں کا علاج کیا جا سکے۔ دنیا میں کوئی نبی ایسا نہیں آیا جس نے گناہ بالکل ختم کر دیا ہو۔ خدا تعالیٰ کا کوئی قانون ایسا نہیں آیا۔ جس نے روحانی بیماریوں کو قطعی ختم کر دیا ہو۔ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ میں بھی روحانی بیمار رہے تھے۔ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ میں بھی روحانی بیمار رہے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں بھی روحانی بیمار رہے تھے۔ حضرت موسیٰؑ کے زمانہ میں بھی روحانی بیمار رہے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں بھی روحانی بیمار رہے تھے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں بھی روحانی بیمار رہے تھے۔ اور آج بھی روحانی بیمار موجود ہیں۔ غیروں میں اور ان میں فرق صرف یہ ہے۔ کہ حضرت آدم علیہ السلام کے دشمن روحانی بیماری کو دبانے کی جرأت نہیں رکھتے تھے لیکن آدم کے ماننے والے روحانی بیماریوں کا مقابلہ کرنے کی جرأت رکھتے تھے۔

اس لئے انہوں نے اپنے

اخلاق کا اعلیٰ معیار

قائم کر لیا تھا۔ حضرت نوح علیہ السلام کے دشمنوں میں بھی ان برائیوں کو دبانے کی جرأت نہ تھی۔ لیکن آپ کے ماننے والے ان برائیوں کا مقابلہ کرنے کی جرأت رکھتے تھے۔ اور مقابلہ کرتے رہے۔ چونکہ وہ ان برائیوں کو دباتے چلے گئے۔ اس لئے ان کی قوم تباہی سے بچ گئی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت میں بھی روحانی بیماریاں پائی جاتی تھیں۔ آپ کے دشمن ان کو مٹانے کی جرأت نہیں رکھتے تھے۔ لیکن آپ کے ماننے والوں نے انہیں مٹانا شروع کیا۔ کڑوی دوائیں دیں۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ان کے اکثر اعمال نیک نظر آنے لگ گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دشمن بھی ان روحانی بیماریوں کا مقابلہ کرنے کی جرأت نہیں رکھتے تھے۔ لیکن آپ کے ماننے والے دھڑلے سے ان کے مقابلہ میں کھڑے ہوگئے۔ اور اگر کوئی بیمار نظر آتا۔ تو ساری قوم اس کے پیچھے پڑ جاتی تھی۔

نتیجہ یہ ہوا

کہ آپ کی قوم بحیثیت قوم اخلاق کے ایک اعلیٰ معیار پر پہنچ گئی۔ یہی حال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تھا۔ اور یہی حال رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تھا۔ یہ کہنا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ماننے والے سب کے سب نیک تھے۔ ان میں خیانت غبن اور بددیانتی کی قسم کی برائیاں نہیں پائی جاتی تھیں۔ قرآن کریم کے خلاف ہے۔ قرآن کریم میں صاف آتا ہے۔ کہ آپ کے پاس منافق آتے تھے۔ اور قسم کھا کر کہتے تھے۔ کہ آپ اللہ تعالےٰ کے رسول ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ ہے تو یہ سچی بات کہ آپؐ اللہ تعالےٰ کے رسول ہیں۔ لیکن یہ منافق جھوٹ بولتے ہیں۔ پھر قرآن کریم میں ہی آتا ہے۔ کہ آپؐ کے ماننے والے اور آپ کا کلمہ پڑھنے والے آپؐ کے متعلق یہ کہتے تھے۔ ھو اذن۔ کہ ہم نے فلاں فعل تو نہیں کیا۔ بات یہ ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں تو نیک لیکن ہیں بھولے بھالے۔ لوگ آپ کے پاس آتے ہیں۔ اور ہمارے متعلق شکایات کرتے ہیں۔ اور آپ بلا تحقیق ان کی بات مان لیتے ہیں۔

یہ ایک پرانا حربہ ہے

جو منافق لوگ استعمال کرتے چلے آئے ہیں۔ آج ہمارے خلاف بھی یہی حربہ استعمال ہو رہا ہے۔ آج بھی جماعت کے منافق یہی کہتے ہیں۔ کہ خلیفۃ المسیح نہایت سادہ اور بھولے بھالے ہیں۔ آپ لوگوں کی باتوں پر فوراً یقین کر لیتے ہیں۔ بیوقوف مومن سمجھتے ہیں۔ کہ یہ کتنے مخلص ہیں۔ خلیفۃ المسیح کا انہیں کتنا ادب ہے۔ مگر وہ یہ نہیں دیکھتے۔ کہ یہ تو وہی بات ہے۔ جو منافق رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق کہا کرتے تھے۔ وہ کہتے تھے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں تو نیک۔ آپ ہیں تو اچھے۔ مگر آپ کانوں کے کچے ہیں۔ لوگ جو کچھ کہہ دیتے ہیں۔ آپ بلا تحقیق مان لیتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں

اس کے یہ معنے ہوتے تھے

کہ آپ (نعوذ باللہ) کم عقل ہیں۔ یہی بات، اب کہی جاتی ہے۔ کہ خلیفۃ المسیح خدا رسیدہ ہیں۔ نیک ہیں۔ جماعت کے خیر خواہ ہیں۔ مگر ہیں سادہ اور بھولے بھالے یا بالفاظ دیگر بے وقوف۔ لوگ آپ کو بہکا لیتے ہیں۔ اور جو کچھ وہ کہتے ہیں۔ وہ مان لیتے ہیں۔

غرض قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں بھی منافق موجود تھے اور وہ اس قسم کی باتیں کرتے تھے۔ احادیث میں آتا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ایک شخص مر گیا۔ آپ سے درخواست کی گئی۔ کہ اس کا جنازہ پڑھائیں۔ لیکن آپؐ نے فرمایا۔ میں اس کا جنازہ نہیں پڑھوں گا۔ یہ خائن تھا۔ حالانکہ وہ شخص جہاد کرتا ہوا مارا گیا تھا۔ اب جو روحانی بیماریاں حضرت آدم علیہ السلام سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ تک سب انبیاء کے زمانہ میں رہی ہیں۔ کونسے باپ کا بیٹا آئے گا۔ جو ان کی اصلاح کرے گا۔ اگر کوئی شخص ان بیماریوں کے علاج کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ جھوٹا ہے۔ جو کام رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ کر سکے۔ وہ کیسے کر سکتا ہے۔ پس یہ لوگ ہمارے اندر بھی موجود ہیں۔ اور ان کی موجودگی ایسی خطرناک چیز نہیں کہ جماعت کے دوست گھبرا جائیں۔ ہاں

یہ بات ضرور خطرناک ہے

کہ جماعت میں سے کچھ لوگ ایسے لوگوں کی تائید میں کھڑے ہو جائیں۔ مثلاً پچھلے دنوں صدر انجمن احمدیہ کے دفاتر میں چار بڑی بڑی خیانتیں پکڑی گئی ہیں۔ اب جہاں تک خیانت کا سوال ہے۔ احادیث سے پتہ لگتا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں بھی خائن موجود تھے۔ اور میں اپنے علم کی بناء پر کہہ سکتا ہوں۔ کہ خیانت کرنے والے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں بھی موجود تھے۔ اور قرآن کریم کہتا ہے۔ کہ یہ لوگ سب انبیاء کے زمانہ میں پائے جاتے تھے۔ پس جماعت میں ان لوگوں کی موجودگی کوئی ایسی بات نہیں۔ جو گھبرا دینے والی ہو۔

بُری بات یہ ہے

کہ صدر انجمن احمدیہ کے ممبروں نے ان لوگوں کے جرم کو چھپانے کی کوشش کی۔ اور خیال کیا کہ اگر یہ خیانتیں ظاہر ہوگئیں۔ تو جماعت کی بدنامی ہوگی۔ یہ بات نہایت خطرناک ہے۔ اگر یہ عیب حضرت آدم علیہ السلام کے وقت میں موجود تھا۔ اگر یہ عیب حضرت نوح علیہ السلام کے وقت میں موجود تھا۔ اگر یہ عیب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں موجود تھا۔ اگر یہ عیب حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے وقت میں موجود تھا۔ اگر یہ عیب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت میں موجود تھا۔ اور اس سے ان سب انبیاءؑ کی بدنامی نہیں ہوئی۔ تو یہ کونسے بالائے انسانیت مرد ہیں۔ کہ اس سے ان کی بدنامی ہوگی۔ اگر بعض لوگوں کی ایسی برائیوں کی وجہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بدنامی نہیں ہوئی۔ تو یہ لوگ جو آپ کی جوتیوں کے غلام ہیں۔ ان کی کیا بدنامی ہوگی۔ ان عیوب کی تو کھلے بندوں مخالفت کرنی چاہیئے۔ اور اگر کوئی شخص اس پر اعتراض کرتا ہے۔ تو تم اسے یہ جواب دو۔ کہ اس قسم کے روحانی مریض ہر جگہ موجود ہیں۔

ہماری خوبی یہ ہے

کہ ہم انہیں دباتے ہیں۔ اور تم انہیں بچاتے ہو۔ ہم انہیں اپنی جماعت سے نکال دیتے ہیں۔ اور تم لوگ ان کی تعریفیں کرتے ہو۔ اگر تم ایسا کہو گے۔ تو ہر شخص تمہاری تعریف کرے گا۔ اور کہے گا کہ یہ لوگ نیک ہیں۔ یہ بدی کو چھپاتے نہیں۔ بلکہ اسے مٹانے کی پوری کوشش کرتے ہیں۔ جو شخص بدی کو چھپاتا ہے۔ وہ یقیناً بزدل ہے خواہ وہ بظاہر کیسا ہی بہادر سمجھا جاتا ہو۔ کیونکہ وہ اپنے فرائض کے بجا لانے میں لوگوں کے اعتراضات سے ڈرتا ہے۔ میرے پاس صدر انجمن احمدیہ کے ممبروں کا ایک وفد آیا۔ اور اس نے کہا۔ کہ ہمیں ان باتوں پر پردہ ڈالنا چاہیئے۔ ورنہ اس سے ہماری بڑی بدنامی ہوگی۔ میں نے کہا۔ جب تم نے بیعت کی تھی۔ تو

تم نے یہ عہد کیا تھا

کہ ہم دین کی خاطر اپنی جان مال اور عزت کی قربانی کرنے سے دریغ نہیں کریں گے۔ اگر تم اب بدنامی سے ڈر رہے ہو۔ تو عزت کے قربان کرنے کا وقت کب آئے گا۔ یہی موقعہ ہے عزت کو قربان کرنے کا۔ ورنہ عزت کو قربان کرنے کے یہ معنے تو نہیں ہوتے۔ کہ کوئی شخص اپنی عورتوں کو بازار میں بٹھا دے۔ عزت کو قربان کرنے کے یہی معنے ہیں۔ کہ احکام قرآن کو ماننے کی وجہ سے بعض جگہ بدنامی کا خطرہ ہوگا لیکن ہم اپنی عزت کی کوئی پرواہ نہیں کریں گے۔ پس جماعتی

تصور یہ ہے کہ جماعت اس قسم کے مجرموں کو سزا لگاتی ہے۔ اگر کوئی شخص اس قسم کا جرم کرتا ہے۔ تو جماعت کے دوست اس کی سفارش سے کر میرے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں۔ آپ انہیں معاف کر دیں حالانکہ میں جانتا ہوں کہ اگر مجرم کرنیوالا سفارش کرنیوالوں کا باپ بھائی۔ رشتہ دار یا دوست نہ ہوتا۔ تو وہ کہتے جماعت کتنی خراب ہے۔

جماعت کا اخلاقی معیار

دن بدن گر رہا ہے۔ جماعت کے دوست اس قسم کے لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔ وہ ان بدیوں کو مٹانے کی کوشش نہیں کرتے۔ لیکن اب چونکہ مجرم ان کے اپنے بھائی بند ہیں۔ وہ ان کی سفارش لے کر میرے پاس آتے ہیں۔ حالانکہ مساوات اسلامی کے یہ معنے تو نہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سارے مسلمانوں کو یکساں طور پر کھانا کھلایا ہو۔ ایک سا لباس پہنایا ہو۔ یا ایک سے گھروں میں انہیں رکھا ہو۔ ہاں آپ سے یہ ضرور کیا ہے۔ کہ ابو بکرؓ ہو یا کوئی ادنیٰ غلام۔ جب قانون کا معاملہ آیا۔ تو آپ نے ان سب سے برابر کا سلوک کیا۔

ایک دفعہ

آپؐ مجلس میں بیٹھے تھے۔ کہ کوئی شخص دودھ کا ایک پیالہ لایا۔ آپؐ ہر کام دائیں طرف سے شروع کرتے تھے وہ دن غربت کے تھے۔ اسلئے جو لوگ تحفے لاتے تھے وہ یہ خیال کرتے تھے۔ کہ شاید آپ بھوکے ہیں لیکن اِن دنوں جو لوگ تحفے لاتے ہیں۔ وہ اس خیال سے تحفے پیش نہیں کرتے۔ کہ شاید جسے یہ تحفہ پیش کیا جا رہا ہے وہ بھوکا ہے۔ بلکہ اِن دنوں ایک زائد چیز کے طور پر تحفہ پیش کیا جاتا ہے۔ اس مجلس میں حضرت ابو بکرؓ بھی بیٹھے تھے۔ لیکن وہ اتفاقاً آپؐ کے بائیں طرف تھے۔ آپ نے ان کے چہرے پر بھوک کے آثار دیکھے اور معلوم کیا کہ انہیں فاقہ ہے۔ آپؐ کے دائیں طرف ایک لڑکا بیٹھا تھا۔ آپؐ نے اسے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ اگر تم مجھے اجازت دو۔ تو میں یہ دودھ ابو بکرؓ کو دیدوں اس لڑکے نے کہا۔ یا رسول اللہ آپ مجھ سے کیوں دریافت فرماتے ہیں۔ کیا شریعت نے میرا کوئی حق مقرر کیا ہے آپؐ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے دائیں طرف والے کو ترجیح دی ہے۔ تم دائیں طرف بیٹھے ہو۔ اسلئے

تمہارا قانونی حق ہے

کہ تمہیں ابو بکرؓ سے پہلے دودھ دیا جائے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں۔ کہ انہیں اس کی ضرورت ہے۔ اس لڑکے نے کہا۔ اگر قانون نے مجھے حق دیا ہے۔ تو آپؐ دودھ مجھے دیجئے۔ میں آپؐ کا تبرک کسی اور کو دینے کے لئے تیار نہیں۔ اب دیکھو حضرت ابو بکرؓ آپ کے قریب ہی تھے۔ لیکن آپؐ نے یہ دودھ حضرت ابو بکرؓ کو نہیں دیا۔ اس لڑکے کو دیا —— پس جہاں تک شرعی حقوق کا سوال تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب مسلمانوں میں مساوات کو قائم کیا ہے لیکن آجکل محض دوستی اور ہمسایہ ہونیکی وجہ سے لوگ غبن اور خیانت کرنیوالوں اور سودا میں دھوکہ کرنے والوں کی تائید میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اگر جرم ثابت ہو گیا۔ تو کہہ دیتے ہیں۔ ایسا ہی ہو جاتا ہے۔ اور اگر جرم مشتبہ ہو۔ تو کہہ دیتے ہیں۔ جرم تو ثابت نہیں ہوتا کہیں ایسی دلیلوں سے بھی جرم ثابت ہوتا ہے۔ اگر ان کی بات مان لی جائے۔ تو جرم مٹ نہیں سکتا۔ بلکہ اور زیادہ بڑھے گا۔ پھر لوگ مجرم کو بچانے کی کوشش تو کرتے ہیں۔ اس کی اصلاح کی کوشش نہیں کرتے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ جرم اس کی اولاد میں بھی چلا جاتا ہے اور دو تین نسلوں میں قوم برباد ہو جاتی ہے۔

قرآن کریم کہتا ہے

کہ بہت سے کمزور لوگ ایسے ہیں۔ جو قریب کے نتیجہ کو دیکھتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ فلاں ہمارا دوست ہے۔ اگر ہم نے اس کی تائید نہ کی۔ تو وہ کیا خیال کرے گا۔ حالانکہ وہ یہ نہیں سوچتے۔ کہ اب تو وہ اکیلا ہے۔ آئندہ دو تین نسلوں میں وہ ایک سے تین سو تک پہونچ جائے گا۔ ایسی صورت میں ہم ایک کی بجائے تین سو کو برباد کر رہے ہیں۔ لیکن لوگ آجل کو نہیں دیکھتے۔ عاجل کو دیکھتے ہیں۔ یعنی وہ ایسے فائدہ کو تو دیکھتے ہیں۔ جو جلد ہی انہیں حاصل ہو جانے والا ہوتا ہے۔ لیکن اپنے بھیانک انجام کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ پس مجرموں کی تائید سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ کہ یہ قوم کو تباہ کرنے والی ہے باقی غبن اور بددیانتی ایسی چیز نہیں جس پر گھبراہٹ کا اظہار کیا جائے۔ دشمن اعتراض کرے گا۔ تو کیا ہو گا کیا یہ روحانی امراض رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں موجود نہیں تھیں۔ اگر غیر مبائع اعتراض کریں گے۔ تو کیا یہ روحانی امراض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں موجود نہیں تھیں

قابل اعتراض بات یہ ہے

کہ تم مجرموں کی تائید میں کھڑے ہو جاؤ۔ اگر تم مجرموں کی تائید میں کھڑے نہیں ہوتے۔ اگر تم بدی کو کچلنے کی پوری کوشش کرتے ہو۔ تو اگر کوئی شخص اعتراض کرتا ہے۔ تو کہہ دو۔ یہ ایک پھوڑا تھا۔ جس کو ہم نے چیرا دیدیا ہے۔ لیکن تم لوگ اس قسم کے عیوب کو چھپائے پھرتے ہو۔ تم پر اعتراض پڑتا ہے۔ ہم پر اعتراض نہیں پڑتا۔ اس سے نہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شرمائے ہیں۔ نہ نوحؑ شرمائے نہ ابراہیم شرمائے اور نہ آدم شرمائے پھر تم کیوں شرماؤ۔ شرمانے سے تمہارا عیب ثابت ہو گا۔ اور وہ جرم بڑھے گا۔ کم نہیں ہو گا۔ لیکن اگر شرماؤ گے نہیں۔ تو تم اس کے علاج کی کوشش کرو گے۔ اور اگر علاج کرو گے تو جماعت کی اصلاح ہو گی۔ اگر کمزور لوگوں کو پتہ لگ گیا۔ کہ جماعت کے لوگ ان کی مدد کرتے ہیں۔ تو ان کی تعداد بڑھ جائے گی۔ لیکن اگر تم لوگ ان کے مقابلہ میں کھڑے ہو جاؤ گے۔ تو وہ چار سے دو اور دو سے ایک ہو کر رہ جائیں گے۔ پس تم

اپنی حقیقت کو سمجھو

اور قوم سے اس چیز کی امید نہ رکھو۔ جس کی امید رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے نہیں کی۔ اور تم وہ طریق اختیار نہ کرو۔ جسے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اختیار نہیں کیا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر تم اس قسم کے عیوب دیکھو۔ تو ان کے دبانے کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ قرآن کریم کہتا ہے کہ اگر تمہیں اپنے ماں باپ۔ بہن بھائی یا اپنی اولاد کے خلاف بھی گواہی دینی پڑے تو تم سچی گواہی دو اور جسمانی تعلق کا خیال نہ رکھو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم مسلمانوں کو اس قسم کے معاملات میں ماں باپ۔ بھائی یا اولاد کے ساتھ کھڑا نہیں کرتا۔ بلکہ ان کے خلاف کھڑا کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ تمہارا یہ کام نہیں۔ کہ اگر تمہارا بیٹا ہو۔ بھائی ہو۔ باپ ہو۔ یا کوئی اور رشتہ دار ہو۔ تو تم اس کی رعایت کرو۔ اگر کوئی شخص مجرم ہو چاہے وہ تمہارا قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔ تو

تم سچی گواہی دو

جھوٹ بول کر اسے بچانے کی کوشش نہ کرو۔ اور جب تک یہ بات تم میں رہے گی۔ عیب تو تم میں رہیں گے۔ میں یہ وعدہ نہیں کرتا۔ کہ تم میں خائن نہیں ہوں گے۔ تم میں چور نہیں ہونگے تم میں بددیانت نہیں ہوں گے۔ تم میں خائن بھی رہیں گے۔ چور بھی رہیں گے۔ بددیانت بھی رہیں گے لیکن یہ ضرور ہو گا۔ کہ تمہاری قوم چور نہیں ہو گی تمہاری قوم خائن نہیں ہو گی تمہاری قوم بددیانت نہیں ہو گی۔ اگر تم ان اصولوں پر قائم رہے تو تم محفوظ ہو گے اور اس قسم کے لوگ جماعت سے اس طرح نکلتے چلے جائیں گے جس طرح چھلنی سے کوڑا کرکٹ نکل جاتا ہے۔ پس تم اس نکتہ کو سمجھو۔ اور جھوٹی عزت کے پیچھے نہ پڑو۔ جھوٹی عزت کوئی فائدہ نہیں دیتی۔ عزت وہی ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتی ہے۔ اور ذلت وہی ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتی ہے۔

نماز جمعہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

۱۔ چوہدری عبد الحمید صاحب عرف نور قادیان
۲۔ حاجی محمد ابراہیم صاحب امیر جماعت احمدیہ ڈیرہ صوبہ سندھ
۳۔ محمد عین صاحب بیجاپور۔ دکن
۴۔ اہلیہ صاحبہ مولوی عبد اللطیف صاحب تیج گاؤں مشرقی پاکستان
۵۔ سردار بیگم صاحبہ ہمشیرہ محمد شریف بیگ صاحب تتوکی۔ ضلع لاہور
۶۔ کرم بی بی اہلیہ بابا نواب الدین صاحب سابق مؤذن دار الفضل قادیان۔
۷۔ حکیم عبد الصمد صاحب میر کھی۔ کراچی۔
۸۔ چوہدری حبیب اللہ صاحب شادور ضلع گجرات
۹۔ حکیم فیروز الدین صاحب انسپکٹر بیت المال۔
۱۰۔ بنت عبد الحمید صاحب کسرال ضلع اٹک۔
۱۱۔ شیخ غلام حسنین صاحب کراچی۔
۱۲۔ بنت فضل خاں صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ چک ۶ لائل پور۔
۱۳۔ والدہ مولوی مبارک احمد صاحب سابق مبلغ نائیجیریا۔
۱۴۔ والدہ راجہ شریف احمد صاحب بلانی ضلع گجرات
۱۵۔ لطیف النساء صاحبہ والدہ سید اعجاز احمد صاحب انسپکٹر بیت المال۔
۱۶۔ قاسم صاحب تنبریمال گولڈ کوسٹ افریقہ
۱۷۔ اہلیہ صاحبہ محمد حسین صاحب ہلیسری ضلع نواب شاہ۔ سندھ۔
۱۸۔ مستری عبد الکریم صاحب لکھنؤ۔
۱۹۔ نصرت جہاں بیگم صاحبہ بنت مبارک علی صاحب چک ۱۵ / ۱۰ ضلع منٹگمری
۲۰۔ شیخ محمد عبد اللہ صاحب مقرب ہیچر ہائی سکول سانگلہ ضلع شیخوپورہ۔
۲۱۔ میجر اسلم صاحب داماد خان بہادر دلاور خانصاحب
۲۲۔ ملک برکت اللہ صاحب امیر جماعت احمدیہ نانو ڈوگر ضلع شیخوپورہ۔
۲۳۔ مرزا احسن بیگ صاحب۔ کشن گنج۔ بھارت۔
۲۴۔ گلزار بیگم فاطمہ صاحبہ اہلیہ حافظ مبین الحق صاحب شمس۔ مارٹن روڈ۔ کراچی۔
۲۵۔ سردار بیگم صاحبہ اہلیہ حافظ عبد الرحمن صاحب بٹالوی
۲۶۔ والدہ فرید الدین احمد صاحب۔ کرورڈا۔ ضلع تیج گاؤں۔ مشرقی پاکستان
۲۷۔ اہلیہ ضیاء الحق خانصاحب کوئٹہ
۲۸۔ والد صاحب مولوی عبد القدیر صاحب شاہد مبلغ اکرا۔ گولڈ کوسٹ افریقہ۔
۲۹۔ والدہ صاحبہ مولوی عبد القدیر صاحب شاہد مبلغ اکرا۔ گولڈ کوسٹ افریقہ
۳۰۔ نور عالم خانصاحب دھوبیاں ضلع مردان
۳۱۔ شیخ عبد الغنی صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ نوشہرہ ککے زئیاں ضلع سیالکوٹ۔
۳۲۔ آسیہ خاتون صاحبہ اہلیہ محمد سالم صاحب پرکھوپٹی۔ ضلع دربھنگہ بہار۔
۳۳۔ اہلیہ منشی عطاء الرحمن صاحب قادیان۔
۳۴۔ محمد سلیم صاحب متعلم بی اے برادر زادہ مہر نور سلطان صاحب وکیل گھیانہ
۳۵۔ غلام اکبر متعلم بی۔ ایس۔ سی انجینئرنگ برادر زادہ مہر نور سلطان صاحب وکیل گھیانہ
۳۶۔ چوہدری ولی محمد صاحب رانجھا۔ بھکن ضلع سرگودھا۔
۳۷۔ حافظ محمد اسحاق صاحب مولوی فاضل آف دار الرحمت قادیان۔

تعلیم الاسلام کالج ربوہ

تعلیم الاسلام کالج اپنے تمام اپریٹس (apparatus) و دیگر سامانوں کے ساتھ نیز اپنی تمام روایات کے ساتھ ربوہ منتقل ہو گیا ہے۔ فرسٹ، سیکنڈ، تھرڈ اور فورتھ ایئر (آرٹس اور سائنس) کے داخلے ۲۵ ستمبر ۵۴ء سے شروع ہو کر ۳۰ ستمبر تک جاری رہیں گے۔ تمام کلاسز کی پڑھائی ۲ر اکتوبر ۵۴ء سے شروع ہو گی۔ وہ طلبہ جنہوں نے نیا داخلہ نہیں لینا۔ یکم اکتوبر کو ربوہ پہنچیں۔ اس سے پہلے آنے کی ضرورت نہیں۔ اساتذہ صاحبان ۲۵ ستمبر تک تشریف لے آئیں۔ تا داخلہ وغیرہ میں مدد دے سکیں۔ چھ سو سے زائد نمبر لینے والے طلبہ کو پوری ٹیوشن فیس کی رعایت دی جائے گی۔ مہاجرین کے وظائف اس کے علاوہ ہیں۔ مستحق طلبہ اپنا حق ہم سے لیں۔ غیر مستحق طلبہ اپنا اور ہمارا وقت ضائع نہ کریں۔

پرنسپل،

خالص سونے کے زیورات، چاندی کے ظروف کپس، وشیلڈ کیلئے غنی سنز جیولرز انارکلی لاہور تشریف لائیں

ضرورت رشتہ

انگلینڈ میں ایک باروزگار ۲۴/۲۵ سالہ پاکستانی احمدی نوجوان کے لئے ایک ایسی تعلیم یافتہ لڑکی کے رشتہ کی ضرورت ہے۔ جو انگلینڈ میں اعلےٰ تعلیم جاری رکھنے کی خواہشمند ہو۔ خواہشمند احباب تفصیلات بذریعہ خط ارسال فرماویں۔ گگھے زئی رشتہ کو ترجیح دی جائیگی

خاکسار

ب ع۔ معرفت سب پوسٹ ماسٹر کسووال ضلع منٹگمری

بوڑھے جوان

بن سکتے ہیں

ساٹھ سالہ بوڑھے اٹھارہ سالہ جوان کی طاقت اور قوت حاصل کر سکتے ہیں۔ ہر قسم کی پوشیدہ امراض سے شفایاب ہو سکتے ہیں۔

* بے اولادوں کو اولاد مل سکتی ہے
* مایوس اور لاعلاج عورتوں کی خاص بیماریوں کا علاج ہو سکتا ہے۔

بشرطیکہ آپ

ڈاکٹر کوکب بازار حکیماں بھاٹی گیٹ

کی خدمات حاصل کریں۔

ھمدرد نسواں

(حبوب اٹھرا)

یہ بے مثل دوا اسم بامسمّیٰ ہے۔ عورتوں کے حق میں اس کی سب سے بڑی ہمدردی یہی ہے کہ یہ اٹھرا جیسی موذی مرض سے کامل نجات دلاتی ہے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ یہ دوا نہیں بے چراغ گھروں کا نور اور زخم خوردہ ماؤں کا سرور ہے۔ اس کے استعمال سے حمل کا ضائع ہو جانا بچوں کا بچپن میں فوت ہو جانا، سوکھا سبز درت۔ رحم کے مختلف عوارضات کا واحد علاج ہے۔ سینکڑوں ہزاروں لوگ اس کے شاہد ہیں۔ قیمت مکمل کورس -/-/۱۹ روپے۔

ملنے کا پتہ:۔ دواخانہ خدمت خلق ربوہ

ذوالفقار ڈرائی کلینرز

ذوالفقار ڈرائی کلینرز ۳۴ ہرنگ روڈ لاہور ریلشی۔ اونی و ریشمی کپڑے

بہتر ین ڈرائی کلین کئے جاتے ہیں

آزمائش شرط ہے

حب رحمت

اٹھرا کی اکسیر گولیاں۔ جن کے بچے چھوٹی عمر میں مرجاتے ہوں انکے لئے یہ گولیاں رحمت ہیں۔ قیمت مکمل کورس گیارہ روپے معہ محصولڈاک

ملنے کا پتہ:۔ حکیم عبیداللہ رانجھا ضلع جھنگ

براہ مہربانی

ہمارے مشتہرین سے خط و کتابت کرتے وقت

الفضل کا حوالہ ضرور دیا کریں (منیجر اشتہارات)

الفضل میں اشتہار دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیں!

تریاقِ چشم

سند اغلط ثابت کرنے والے کو مبلغ ایک ہزار روپیہ انعام

رجسٹرڈ یہ ایک حیرت انگیز ایجاد ہے جو ککروں کو زائل کرنے میں بالکل بے ضرر اور سریع التاثیر ہے "تریاق چشم" فوری طور پر چھپروں کے متورم مادہ کو خارج کر دیتا ہے۔ اور آنکھوں کی خارش۔ کیچڑ اور سرخی کو کاٹ دیتا ہے۔ چھپر اگر گل گئے ہوں یا پلکیں گر رہی ہوں۔ تو از سر نو پیدا ہو جاتی ہیں۔ آنکھیں دھوپ یا روشنی میں نہ کھلتی ہوں۔ اور طالب علم مطالعہ سے عاجز آگئے ہوں۔ اور ککروں کی وجہ سے موسلادھار پانی بہتا ہو۔ اور ککروں کی وجہ سے مریض دھاڑیں مارتا ہو۔ تو ایک چٹکی دوا سے فوراً تسکین ہو جاتی ہے۔ بعض مایوس مریض تو مسلسل علاج سے تنگ آکر اپریشن کے لئے تیار ہو چکے تھے۔ مگر ناگہاں اس دوا کا پتہ مل گیا۔ اور وہ اپریشن کی مصیبت سے بچ گئے۔

تریاق چشم بڑے بڑے ڈاکٹروں۔ اعلیٰ سرکاری افسروں۔ کالج کے پروفیسروں اخبارات کے ایڈیٹروں و دیگر معززین نے اپنے ذاتی تجربہ کی بناء پر حیرت انگیز اثرات ملاحظہ فرما کر سندات اور انعام دیئے ہیں۔ قیمت صرف پانچ روپے فی تولہ علاوہ محصولڈاک وغیرہ

المشتہر:۔ مرزا حاکم بیگ موجد تریاق چشم حویلی منصف چنیوٹ ضلع جھنگ

ڈرائی بیٹری اور ریڈیو بجلی بیٹری

بمعہ گارنٹی

خریدنے کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیں

فضل ریڈیو کارپوریشن ہال روڈ لاہور

صداقت احمدیت کے متعلق

تمام جہان کو چیلنج

معہ ڈیڑھ لاکھ روپیہ کے انعامات

اردو یا انگریزی میں

کارڈ آنے پر

مُفت

عبداللہ الہ دین سکندرآباد دکن

نفع مند کام

ایک چالو کام میں شرکت کے لئے چند حصہ داران کی ضرورت ہے۔ خواہشمند دوست تفصیلات کیلئے خط و کتابت فرمائیں۔

(وکیل التجارت تحریک جدید ربوہ)

(رجسٹرڈ) حب اٹھرا

۱۹۱۱ء سے مجرب ادویات تیار کرنیوالے

حکیم نظام جان اینڈ سنز گوجرانوالہ

شاگرد خاص حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ

اسقاط حمل و اٹھرا سے بچاؤ

اور ذہین و صحت مند اولاد کے حصول کے لئے

فی تولہ ۱/۸/- مکمل کورس ۱۳/۱۲/-

بیاہ شادیوں کے لئے ہر قسم کا کپڑا دہلی کلاتھ ھاؤس ریل بازار گوجرانوالہ سے خرید فرمائیں۔ محمد شفیع محمد افضل۔

پنجاب میں بجلی پیدا کرنے کیلئے پاکستان منصوبہ بندی کمیشن نے پانچ سکیمیں منظور کر لیں

لاہور ۲۱ ستمبر۔ پاکستان کے منصوبہ بندی کمیشن نے پنجاب کے محکمہ آبپاشی کی پانچ سکیمیں منظور کر لی ہیں جو صوبے کی نہری آبشاروں سے بجلی پیدا کرنے کے متعلق ہیں پنجاب میں بڑی نہروں میں کئی ایک آبشاریں موجود ہیں ان آبشاروں کا جائزہ لینے کے بعد ماہرین اس نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ کہ اگر ان سے مناسب کام لیا جائے۔ تو یہ کثیر مقدار میں بجلی دینے کا وسیلہ ہو سکتی ہیں۔

محکمہ آبپاشی پنجاب نے فی الحال پانچ منصوبے تیار کئے ہیں۔ جو مکمل ہو کر نو ہزار کلو واٹ بجلی دیں گے۔ حکومت کینیڈا نے اپنے انجینئروں سے معائنہ کرانے کے بعد شادیوال ہائیڈل پروجیکٹ کو مالی امداد دینا منظور کر لیا ہے۔ یہ امداد کولمبو پلان کے ماتحت دی جائے گی۔ اس پروجیکٹ سے بارہ ہزار کلو واٹ بجلی پیدا کی جائے گی۔ اس کے زیر غور دو اور سکیمیں بھی ہیں۔ یعنی گوجرانوالہ ہائیڈل پروجیکٹ اور چیچو کی ملیاں ہائیڈل پروجیکٹ ان میں سے۔ ہر ایک سے بارہ ہزار کلو واٹ بجلی پیدا کی جائے گی۔ کینیڈا کی حکومت سے ان کے بارے میں فیصلے کا انتظار ہے کہ وہ ان کے لئے مالی امداد دے سکے گی یا نہیں باقی دو میں سے منگلا ہائیڈل پروجیکٹ تمام سکیموں پر فوقیت رکھتا ہے۔ کیونکہ یہ پینتالیس ہزار کلو واٹ کا منصوبہ ہے یہ مقدار رسول ہائیڈل سٹیشن سے دگنی ہے پانچویں سکیم سے خانکی کے قریب کی آبشار سے آٹھ ہزار کلو واٹ بجلی حاصل کرنے کی تجویز ہے۔ گو ابھی یہ فیصلہ نہیں ہوا ہے کہ یہ پروجیکٹ پر مرکزی حکومت روپیہ لگائے گی یا صوبائی۔ لیکن صوبائی حکومت نے مرکز کو یہ پرزور سفارش کی ہے۔ کہ وہ خانکی سکیم کے لئے روپیہ دے۔ تاکہ اس کے سلسلے میں کام جلدی شروع کیا جائے۔ تخمیناً ان پانچوں سکیموں پر قریباً دس کروڑ روپیہ صرف ہوگا۔

توقع ہے۔ کہ جب یہ سکیمیں پایہ تکمیل کو پہنچیں گی۔ تو پنجاب میں صنعت کو ان سے بڑی تقویت ہوگی۔ کیونکہ سر دست صنعتی ترقی میں بجلی کی قلت بڑی بھاری رکاوٹ ہے۔ ان سکیموں میں ایک بڑا فائدہ ہے۔ کہ یہ رسول سسٹم کی لائنوں کے قریب ہیں۔ اور اس سے منسلک ہو کر صوبہ کے لئے ایک "گرڈ" مہیا کر دیں گی۔

مشرقی بنگال کے سیلاب زدگان کی امداد کیلئے سولہ ہزار روپے جمع کئے گئے

لاہور ۲۱ ستمبر۔ مشرقی بنگال کے سیلاب زدگان کی امداد کے لئے آج سولہ ہزار سات سو آٹھ روپے جمع کئے گئے۔ یہ رقم لاہور ڈویژن کے کارخانہ داروں کے ایک اجلاس میں جمع ہوئی جو اسپلی چیمبر کے کمیٹی روم میں منعقد ہوا۔ وزیر صنعت پنجاب سردار عبد الحمید خان دستی نے اس اجلاس کی صدارت کی۔

ایک مختصر سی تقریر میں سردار صاحب موصوف نے کہا۔ کہ مشرقی بنگال کے لوگوں کو اس وقت زیادہ سے زیادہ مدد دینے کی ضرورت ہے۔ کارخانہ داروں کی انجمنوں نے اپنے اراکین سے عطیے جمع کر کے جلد از جلد امدادی فنڈ میں دینے کا وعدہ کیا۔

اس اجلاس میں صنعتی اداروں کے کوئی دو سو نمائندے شریک ہوئے۔

تقرر اور تبادلے

لاہور ۲۱ ستمبر۔ حکومت پنجاب نے مندرجہ ذیل تقرر اور تبادلے کئے ہیں۔

۱- مسٹر اے کے ایم احسن سی۔ ایس۔ پی انڈر سیکرٹری حکومت پنجاب پولیٹیکل ڈیپارٹمنٹ ڈپٹی کمشنر گجرات مقرر ہوئے ہیں۔ انہیں مسٹر عنایت اللہ سی۔ ایس۔ پی کی جگہ مقرر کیا گیا ہے۔ جن کا تبادلہ ہو چکا ہے۔

۲- چوہدری عبد الحمید خان سی۔ ایس۔ پی کمشنر انتخابات پنجاب ڈپٹی سیکرٹری حکومت پنجاب انڈسٹریز اور لیبر ڈیپارٹمنٹ مقرر ہوئے ہیں۔ انہیں مسٹر شفیع الاعظم سی۔ ایس۔ پی کی جگہ مقرر کیا گیا ہے جن کا تبادلہ ہو چکا ہے۔

۳- خان طارق اسمٰعیل خان پی سی ایس اے۔ ڈی ایم شیخوپورہ اے۔ ڈی۔ ایم گجرات مقرر ہوئے ہیں۔ انہیں مسٹر حمید الدین پی سی۔ ایس کی جگہ مقرر کیا گیا ہے جو بدل گئے ہیں۔

۴- مسٹر حمید الدین پی سی۔ ایس اے۔ ڈی۔ ایم گجرات ایس۔ ڈی۔ او بھکر مقرر ہوئے ہیں۔ انہیں مسٹر افتخار احمد خان سی۔ ایس۔ پی کی جگہ مقرر کیا گیا ہے۔ جو بدل گئے ہیں۔

(۵) جناب مسٹر افتخار احمد خان سی۔ ایس۔ پی ایس۔ ڈی۔ او بھکر انڈر سیکرٹری حکومت پنجاب پولیٹیکل ڈیپارٹمنٹ مقرر ہوئے ہیں انہیں مسٹر اے۔ کے ایم احسن سی۔ ایس۔ پی کی جگہ مقرر کیا گیا ہے۔ جن کا تبادلہ ہو چکا ہے۔

اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کا اجلاس

نیویارک ۲۱ ستمبر۔ آج اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کا اجلاس نیویارک میں شروع ہو رہا ہے وزیر خارجہ چوہدری محمد ظفر اللہ خان جو اجلاس میں پاکستان کے وفد کی رہنمائی کریں گے۔ نیویارک پہنچ چکے ہیں۔ ایجنڈے میں غیر ترقی یافتہ قوموں کے لئے اقتصادی امداد تیونس و مراکش کے مسائل۔ جنوبی افریقہ میں نسلی امتیاز کا مسئلہ اور قبرص کے متعلق یونان اور برطانیہ کا جھگڑا شامل ہیں۔ اجلاس میں سب سے پہلے نئے صدر کا انتخاب ہوگا۔

چیکوسلواکیہ کی پارلیمنٹ کے انتخابات

پراگ ۲۱ ستمبر۔ چیکوسلواکیہ کی مرکزی کمیونسٹ پارٹی کے صدر نے بتایا۔ ہے کہ چیکوسلواکیہ کی پارلیمنٹ کے انتخابات اگلے سال ہوں گے۔